© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبید اللہ عفیف
دار الحدیث چینیانوالی
لاہور

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری ہمشیرہ کو اس کے خاوند نے تقریباً عرصہ چار سال ہوتے دو طلاقیں وقفہ وقفہ کے بعد دی تھیں لیکن بچوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دونوں مرتبہ میری والدہ میری ہمشیرہ کو اس کے شوہر کے گھر وزیر آباد چھوڑ کر آ گئی۔ اب پھر اس نے ایک ہی دفعہ تین اکٹھے طلاق نامے بھیج دیئے ہیں۔

یاد رہے کہ پہلی طلاق کو چھ سال ہو چکے ہیں اور دوسری طلاق کو چار سال اور اب یہ تیسری طلاق ہے۔ آپ براہ کرم شریعت کے مطابق فتوٰی دیں کہ آیا طلاق مؤثر ہو چکی ہیں یا کہ نہیں؟

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب :

بشرطِ صحتِ سوال و بشرطِ صحتِ اظہار واضح ہو کہ صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے یعنی طلاق ایسے طریقہ سے مؤثر ہو چکی ہے کہ اب نہ رجوع ہو سکتا ہے اور نہ نکاحِ ثانی کی شرعاً کوئی گنجائش باقی ہے۔ کیونکہ رجعی طلاقیں صرف دو ہوتی ہیں اور یہ دونوں رجعی طلاقیں حسبِ تحریر آج سے چار سال پہلے ہو چکی ہیں اور دو دفعہ رجوع بھی ہو چکا ہے اور نکاحِ ثانی کی گنجائش اس لیے نہیں رہی کہ شوہر تیسری دفعہ طلاق دے چکا ہے اور تیسری طلاق کے بعد بحکم قرآنِ مجید بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے:

"الطلاق مرتٰن فامساك بمعروف او تسريح باحسان ...... فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله وتلك حدود الله يبينها لقوم يعلمون" (سورة البقرة ۲۲۹، ۲۳۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"طلاق رجعی ہے دو بار تک۔ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے، یا چھوڑ دینا! پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔ پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی، بیان فرماتا ہے ان کو واسطے جاننے والوں کے۔"

(ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن حنفی)

یعنی اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے۔ مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے، پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور رجعت کر لیتے۔ اور اس صورت سے بعض شخص عورتوں کو اس طرح بہت ستاتے۔ اس واسطے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے۔ ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا، کہ عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر دستور کے موافق رکھ لے یا بھلی طرح سے چھوڑ دے۔ پھر بعد عدت کے رجعت باقی نہیں رہتی۔ ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے گا تو پھر ان میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا جب تک دوسرا خاوند اس سے نکاح کر کے خلوت نہ کر لیوے۔

(حاشیہ نمبر ۵، از محمود الحسن حنفی)

اور آیت نمبر ۲۳۰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

"اگر زوج اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دے گا تو پھر وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور دوسرا خاوند اس سے خلوت کر کے اپنی خوشی سے طلاق نہ دیوے، اس کی عدت پوری کر کے پھر زوجِ اول سے نکاح جدید ہو سکتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں۔ اور حلالہ کے بعد زوجِ اول کے ساتھ نکاح ہونا جب ہی ہے کہ ان کو حکم خداوندی کے قائم رکھنے یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو، ورنہ ضرور نزاعِ باہمی اور اتلافِ حقوق کی نوبت آئے گی اور گناہ میں مبتلا ہوں گے"

(حاشیہ نمبر ۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"وقوله تعالیٰ (فان طلّقها فلا تحلّ له من بعد حتّٰی تنكح زوجا غيره) اى انه اذا طلّق الرجل امرأته طلقة ثالثة بعد ما ارسل عليها الطلاق مرتين فانها تحرم عليه- (ص ۲۷۷ ج ۱)

کہ "اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو دو رجعی طلاقیں دے چکا ہو اور پھر تیسری طلاق بھی دے ڈالے تو بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور "حتّٰی تنكح زوجا غيره" حتى يطأها زوج آخر فى نكاح صحيح" (تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۷ ج ۱) اور جب کسی دوسرے آدمی سے صحیح نکاح کے بعد اس کی فراش نہ بنے اس وقت تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو گی۔"

تفسیر فتح القدیر میں ہے:

"فان طلقها" اى الطلقة الثالثة التى ذكرها سبحانه "او تسريح باحسان" اى فان وقع منه ذلك فقد حرمت عليه بالتثليث فلا تحل له من بعد حتّٰی تنكح زوجا غيره اى حتّٰی تتزوج بزوج آخر ..... وذهب الجمهور من السلف والخلف الى انه لا بدّ مع العقد من الوطئ كما ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم من اعتبار ذلك وهو زيادة يتعين قبولها" ص ۲۳۹ ج ۱)

یعنی "مفسر شوکانی فرماتے ہیں کہ جب آدمی دو دفعہ رجعی طلاقیں دے چکے اور پھر تیسری دفعہ تیسری طلاق بھی دے ڈالے تو پھر وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہ ہو گی جب تک کہ دوسرا آدمی اس عورت سے شرعی نکاح کر کے اس سے خلوت نہ کرے اور بعد ازاں اپنی خوشی سے بغیر کسی پیشگی شرط کے اس کو طلاق نہ دے۔ جمہور امت کے نزدیک خلوت صحیحہ شرط ہے۔

اور تفسیر احسن التفاسیر میں ہے:

"تفسیر ابراہیم بن المنذر میں ابو بسطام مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ رفاعہ بن وہبؓ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بی بی عائشہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنت عبد الرحمٰن بن عتیکؓ کو تین دفعہ طلاق دے دی اور اس نے عبد الرحمٰن بن زبیرؓ سے دوسرا نکاح کیا، ایک روز اس عورت عائشہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ عبد الرحمٰن نے مجھ کو بغیر مباشرت کے طلاق دے دی ہے، کیا اب میں رفاعہ سے پھر نکاح کر سکتی ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ جب تک مباشرت نہ ہو، تو رفاعہ کے پاس نہیں جا سکتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور یہ اصل حدیث بغیر ذکرِ شانِ نزولِ آیت کے صحاح کی سب کتابوں میں ہے، صرف ابوداؤد میں رفاعہؓ کا نام نہیں ہے۔ غرض یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے صحیح ہے اور یہی حدیث آیت کی تفسیر ہے اور اس شانِ نزول کی پوری مؤید ہے جس کو ابن المنذر نے روایت کیا ہے۔" (ص ۱۸۱ ج ۱)

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ:

" خاص حلالہ کی نیت سے جو کوئی نکاح کرے ایسے آدمی پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی صحیح حدیث میں ہے۔ اس لیے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ تین طلاق کے بعد اگر وہ عورت دوسرا نکاح کرے اور اس دوسرے خاوند کی نیت محض حلالہ کی نہ ہو اور فقط خلوت نہیں بلکہ مباشرت بھی یہ دوسرا خاوند کر چکے اور اتفاق سے یہ دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے تو اس حالت میں پہلا خاوند اپنے گزارہ اوقات حسن اسلوبی سے خیال کرے تو اس عورت سے پھر نکاح کر سکتا ہے۔ یہ سارا جواب فقہاء اہل حدیث کے نقطہ نگاہ کے مطابق تحریر کیا گیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ طلاق بائنہ مغلظہ واقع ہو کر مؤثر ہو چکی ہے اور جدید نکاح کی بھی شرعاً گنجائش باقی نہیں ہے۔ اور حلالہ بھی شرعاً ملعون ہے۔ یعنی حلالہ کرنے والا اور کرانے والا شریعت کی رو سے لعنتی ہیں۔ مفتی کسی قانونی سقم کا بہر نوع ذمہ دار نہیں۔

هذا ما عندي والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب!

© rasailojaraid.com